تحقیق و تنقید

طلبِ علم سے متعلق ایک روایت کی تحقیق

مولانا غازی عزیر

مشہور روایت ہے:۔

اطلبوا العلم ولو بالصین، فإن طلب العلم فریضة علی کل مسلم	علم حاصل کرو خواہ چین میں ہو، کیونکہ علم حاصل کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔

اس روایت کو امام ابو الفرج ابن الجوزیؒ نے "حسن بن عطیہ عن ابی عاتکہ عن انسؓ" کے طریق سے یوں ذکر فرمایا ہے۔

أنبانا محمد بن ناصر قال انبانا محمد بن علی بن میمون قال انبانا محمد بن علی العلوی قال أنبانا علی بن محمد بن بیان قال حدثنا احمد بن خالد الذھبی قال حدثنا محمد بن علی بن حبیب قال حدثنا العباس بن اسماعیل قال حدثنا الحسن بن عطیة الکوفی عن ابی عاتکة عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "اطلبوا العلم ولو بالصین"۔[1]

حسن بن عطیہ ہی کی ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں:۔ حدثنا ابو عاتکہ عن انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اطلبوا العلم ولو بالصین فان طلب العلم فریضة علی کل مسلم"۔[2]

امام ابن الجوزیؒ کے علاوہ اس روایت کو ابونعیم اصبہانی[3]، ابن عبد البر[4]، خطیب بغدادی[5]۔ ضیاء مقدسی[6]، ابن علیک نیشاپوری[7]، ابن عدی[8] اور ابو القاسم قشیری[9] وغیرہ نے بھی "حسن بن عطیہ الکوفی ثنا ابو عاتکہ طریف بن سلمان عن انسؓ" کی سند مرفوعاً روایت کیا ہے۔ بعض روایات میں صرف "اطلبوا العلم ولو بالصین" اور بعض میں "فان طلب العلم فریضة علی کل مسلم" کے الفاظ کا اضافہ اور بعض میں صرف "طلب العلم فریضة علی کل مسلم"

---

[1] "موضوعات" لامام ابن الجوزیؒ، کتاب العلم ج ۱ ص ۲۱۵ مکتبة السلفیہ بالمدینة المنورہ ۱۳۸۶ھ [2] ایضاً [3] اخبار الاصبہان" لابی نعیم اصبہانیؒ ج ۲ ص ۱۰۶ طبع لیدن ۱۹۳۴ء [4] "جامع بیان العلم" لابن عبد البرؒ ج ۱ ص ۸۰ طبع مکتبة العلمیة بالمدینة المنورہ [5] "تاریخ" للخطیب بغدادیؒ ج ۹ ص ۳۶۴ طبع بیروت "وکتاب الرحلة" للخطیبؒ ج ۱ ص ۲ [6] "منتقی من مسموعاته بمرو" للحافظ ضیاء مقدسیؒ ج ۱ ص ۲۸ [7] "فوائد" لابن علیک نیشاپوریؒ ج ۲ ص ۲۴۲ [8] ابن عدی ج ۱ ص ۲۰۷ [9] "اربعین" لابی القاسم قشیریؒ ج ۲ ص ۱۵۱ [10] ابن عدی ج ۲ ص ۲۰۷

کے الفاظ ملتے ہیں۔

اس روایت کے نصف اول یعنی "اطلبوا العلم ولو بالصین" کے متعلق ابن عدی فرماتے ہیں:

"مجھے علم نہیں کہ حسن بن عطیہ کے علاوہ کسی اور نے 'ولو بالصین' (خواہ چین میں ہو) کا قول روایت کیا ہو۔"[1]

خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں: "اطلبوا العلم ولو بالصین" حسن بن عطیہ کے علاوہ کسی دوسرے سے مروی نہیں ہے[2] نیز "اس بات کو حاکم نے بھی تسلیم کیا ہے جیسا کہ ابن المحب نے ان سے نقل کیا ہے"[3]

امام ابن جوزیؒ نے بھی حاکم نیشاپوری کی اس تحقیق کو نقل فرمایا ہے: "حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری کا قول ہے کہ اس میں حسن بن عطیہ کا تفرد ہے"[4]

حاکم نیشاپوری کی اس رائے سے اختلاف کرتے ہوئے امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں: "یہ قول حاکم کی تحریف ہے کیونکہ یہی روایت حسن بن عطیہ کے علاوہ دوسرے طریقِ اسناد کے ساتھ بھی مروی ہے"[5]

انبانا به عبدالوهاب بن المبارك قال......حدثنا حماد بن خالد الخياط قال حدثنا طريف بن سليمان ابوعاتكه قال سمعت انس بن مالكؓ عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: اطلبوا العلم ولو بالصين فان طلب العلم فريضة على كل مسلم"[6]

امام عقیلیؒ نے بھی روایت کے اس دوسرے طریق کی تخریج حماد سے یوں کی ہے: "عن حماد بن خالد الخياط قال حدثنا طريف بن سليمان به الخ"[7]

اور ساتھ ہی یہ حکم لگایا ہے: "ولو بالصین" کے الفاظ ابوعاتکہ کی روایت کے علاوہ کسی اور سے محفوظ نہیں ہیں لیکن وہ متروک الحدیث ہے نیز 'فریضة علی کل مسلم' کی روایت میں بھی کسی قدر ضعف پایا جاتا ہے[8]

اس روایت کے ہر دو طریق کے دو مشہور راویوں یعنی حسن بن عطیہ الکوفی اور ابوعاتکہ طریف بن سلیمان کے متعلق امام ابن جوزی فرماتے ہیں: "حسن بن عطیہ کی ابوحاتم رازیؒ نے تضعیف کی ہے اور ابوعاتکہ کے متعلق امام بخاریؒ نے فرمایا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے"[9]

امام بخاری کی طرح ابوعاتکہ کی تضعیف اور محدثین نے بھی کی ہے۔ امام نسائیؒ فرماتے ہیں: "لیس بثقة" (یعنی ثقہ نہیں ہے) امام عقیلیؒ نے اس کے بارے میں "متروک الحدیث" اور ابوحاتم رازی نے "ذاہب الحدیث" ہونے کا حکم لگایا ہے جیسا کہ اُن کے فرزند نے اپنے والد سے نقل کیا ہے[10] علامہ محمد ناصر الدین الالبانی فرماتے ہیں: "ابوعاتکہ حدیث کی آفت ہے اس کی تضعیف پر اتفاق ہے"[11]

---

[1] ابن عدی ج ۲ ص ۲۰۷ [2] تاریخ للخطیب بغدادیؒ ج ۹ ص ۳۶۴ [3] حاشیہ لفوائد [4] موضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۲۱۵ [5] ایضاً [6] ایضاً [7] کتاب الضعفاء للعقیلیؒ ص ۱۹۶ [8] ایضاً [9] موضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۲۱۶ [10] ایضاً ج ۲-۱ ص ۴۹۴ [11] سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة للشیخ محمد ناصر الدین البانی ج ۱ ص ۴۱۳ طبع المکتب الاسلامی ۱۳۹۸ھ

امام ابن الجوزی نے اس روایت کو اپنی مشہور کتاب "الموضوعات" میں درج کیا ہے لہٰذا یہ قابل التفات نہیں ہے امام ابن الجوزی کی اصطلاح میں موضوع وہ حدیث ہے جس کے بطلان پر دلیل قائم ہو جائے۔[1] امام ابن جوزی نے جن احادیث کو موضوع قرار دیا ہے ان میں سے بعض کو اہل علم کی ایک جماعت نے موضوع نہیں تسلیم کیا لیکن بقول علامہ ابن تیمیہؒ: "حق یہ ہے کہ موضوعات کے باب میں ابن الجوزیؒ کی بیشتر رائیں باتفاق علماء صحیح ہیں"[2] بہرحال اس روایت کو "موضوعات" میں درج کرنے کے بعد امام ابن الجوزی فرماتے ہیں: "اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنا صحیح نہیں ہے۔"[3]

علامہ ابن قدامہؒ الدوریؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ: "انھوں نے یحییٰ بن معین سے ابو عاتکہ کی اس روایت کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے لاعلمی کا اظہار فرمایا"۔[4] اور امام مروزیؒ سے روایت ہے کہ: "ابو عبداللہ یعنی امام احمد نے اس حدیث کو بیان کر کے اس کا شدید انکار فرمایا"۔ ابن حبانؒ کا قول ہے کہ یہ حدیث باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں۔[5] علامہ شمس الدین سخاویؒ نے اس قول کو "المقاصد الحسنۃ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ"[6] میں ترجیحاً نقل کیا ہے۔ علامہ محمد ناصر الدین الالبانی بھی اس حدیث پر "باطل" ہونے کا حکم لگاتے ہیں[7] لیکن جلال الدین سیوطیؒ نے "اللآلی المصنوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ" میں امام ابن الجوزیؒ کے ابن حبانؒ سے نقل کردہ قول پر تعقب کیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے:

"یہ روایت اور دوسرے دو طریق سے وارد ہوئی ہے: (۱) یعقوب بن اسحاق ابراہیم عسقلانی کی مرفوع روایت بسند عن زہری عن انسؓ، جسے حافظ ابن عبدالبرؒ نے روایت کیا ہے اور (۲) احمد بن عبداللہ الجویباری کی مرفوع روایت بسند عن ابی ہریرہؓ، جس میں روایت کا صرف نصف اوّل یعنی اطلبوا العلم ولو بالصین' مروی ہے"۔[8]

اس تعقب کی چند چیزیں محل نظر ہیں مثلاً اوّل الذکر طریق اسناد میں یعقوب نامی راوی موجود ہے جو بقول امام ذہبیؒ "کذاب" ہے۔ یعقوب کی تکذیب کے بعد امام ذہبی نے اس کی روایت کی ہوئی بعض دوسری باطل روایات کا بھی تذکرہ کیا ہے جو اس نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی ہیں مثلاً من حفظ علی امتی اربعین حدیثاً" وغیرہ[9] اور آخر الذکر طریق اسناد میں ایک راوی احمد بن عبداللہ نیشاپوری الجویباری ہے جس

---

[1] موضوعات لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۲۱۵-۲۱۶ [2] اردو ترجمہ الوسیلہ للشیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ص ۱۳۹ طبع لاہور ۱۹۷۶ء [3] موضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۲۱۶ [4] منتخب لابن قدامہ ج ۱ ص ۱۹۹-۲۰۰ [5] موضوعات لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۲۱۶ [6] مقاصد الحسنہ للسخاویؒ ص ۶۳ طبع المکتبۃ الخانجی بمصر ۱۳۷۵ھ [7] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للشیخ محمد ناصر الدین الالبانی ج ۱ ص ۴۱۳ [8] اللآلی للسیوطیؒ ج ۱ ص ۱۹۳ (مختصراً) طبع المکتبۃ التجاریۃ بمصر [9] میزان الاعتدال للذہبیؒ: ترجمہ یعقوب بن اسحاق طبع دار احیاء الکتب العربیہ ۱۳۸۲ھ

کے متعلق امام ابن الجوزیؒ نے مقدمۂ "موضوعات" میں[1] "انہ من کبار الوضاعین" یعنی وہ بڑے گھڑنے والوں میں سے ہے، لکھا ہے نیز اس راوی کے متعلق علامہ جلال الدین سیوطیؒ خود فرماتے ہیں جو یباری دضاع ہے۔ اس سے واضح ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا یہ تعقب حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔

صاحب "التعقبات علی الموضوعات" فرماتے ہیں: "اس روایت کی تخریج ابو عاتکہ کے طریق سے امام بیہقی نے 'شعب الایمان' میں کی ہے اور اس پر یہ حکم لگایا ہے "متنہ مشہور واسنادہ ضعیف" یعنی اس کا متن مشہور اور اسناد ضعیف ہیں۔ ابو عاتکہ امام ترمذیؒ کے رجال میں سے ایک ہے جس پر انھوں نے کذب یا تہمت کی کوئی جرح نہیں کی ہے۔ ابو عاتکہ کی حضرت انس سے روایت میں متابعت موجود ہے۔ (حافظ) ابویعلی الموصلی اور (حافظ) ابن عبدالبر رحمہم اللہ نے 'جامع بیان العلم' میں کثیر بن شنظیر عن ابن سیرین عن انسؓ" کے طریق سے بھی اس روایت کی تخریج کی ہے۔ (حافظ) ابن عبدالبرؒ نے ایک اور طریق یعنی "عبید بن محمد الفریابی عن سفیان بن عیینہ عن الزہری عن انسؓ" سے بھی اس کی تخریج فرمائی ہے۔ روایت کے نصف ثانی کی امام ابن ماجہؒ نے بھی تخریج کی ہے جس کے بہت کثیر طرق اسناد حضرت انس سے مروی ہیں۔ حافظ مزی فرماتے ہیں: ان روایات کا مجموعہ مرتبۂ حسن تک پہنچتا ہے۔ امام بیہقیؒ نے 'شعب الایمان' میں 'عن انسؓ' اس کو چار طرق سے اور 'عن ابی سعید الخدریؓ' کی حدیث سے روایت کیا ہے"۔[2]

اس تعقب کی بھی بہت سی چیزیں محل نظر ہیں جن کا علمی جائزہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) امام بیہقیؒ کا قول 'شعب الایمان' کے حوالہ سے جو اوپر نقل کیا گیا ہے یعنی "متنہ مشہور واسنادہ ضعیف وقد روی من اوجہ کلہا ضعیف"[3]، تو آپ کا یہ قول روایت کے نصف ثانی سے متعلق ہے، نصف اول کے متعلق نہیں ہے۔

(۲) جہاں تک ابو عاتکہ کے امام ترمذیؒ کے رجال میں سے ہونے اور اس پر کذب یا کسی دوسری تہمت کی جرح نہ کیے جانے کا تعلق ہے تو وہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ ابو عاتکہ کی تضعیف میں کبار محدثین اور مشہور ائمۂ رجال (مثلاً امام بخاریؒ، امام نسائیؒ، امام عقیلیؒ، امام ابوحاتم رازیؒ اور امام ابن الجوزیؒ وغیرہ) کے بہت سے اقوال منقول ہیں جن میں سے چند پہلے ہی نقل کیے جا چکے ہیں۔

(۳) کثیر بن شنظیر کی روایت جو "جامع بیان العلم"[4] میں عن ابن سیرینؒ عن انسؓ" کے طریق سے اوپر بیان کی گئی ہے اس کو سہمیؒ نے تاریخ جرجان[5] میں اور ذہبیؒ نے[6] اپنی اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ لیکن ان

[1] موضوعات لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۲۱۵ [2] تعقبات علی الموضوعات ص ۵ [3] کذا فی المقاصد الحسنۃ للسخاویؒ ص ۲۷۵
[4] جامع بیان العلم لابن عبدالبرؒ ج ۱ ص ۹ [5] تاریخ جرجان للسہمیؒ ص ۲۷۵ طبع حیدرآباد دکن [6] میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۳ ص ۴۰۶۔

تمام کتب میں ابن ماجہؒ کی روایت کی طرح فقط روایت کا نصف ثانی موجود ہے، نصف اول تلاش بسیار کے باوجود کہیں نہیں مل سکا۔

(۴) حافظ ابو یعلی الموصلیؒ کی روایت میں بھی روایت کا نصف اول انتہائی تلاش کے باوجود نہ مل سکا اور بقول علامہ جلال الدین سیوطیؒ کہ اگر موجود ہوتا تو اسے علامہ ہیثمیؒ نے "المجمع الزوائد" میں ضرور جمع کیا ہوتا جو کہ نہیں ہے۔ نیز کثیر بن شنظیر کے متعلق علامہ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ: یحیٰ کا قول ہے: "لیس بشیء"[۱] کثیر بن شنظیر کے علاوہ اس طریق اسناد میں اور بھی کئی مجروح رواۃ ہیں جن کا ذکر انشاء اللہ تفصیل کے ساتھ آگے کیا جائے گا۔ پس واضح ہوا کہ فن اسماء الرجال کی کسوٹی پر یہ طریق بھی کھرا نہیں اترتا۔

(۵) حافظ ابن عبدالبرؒ کی "زہری عن انسؓ" والی روایت دو طرق سے وارد ہوئی ہے جس کے پہلے طریق میں ایک راوی اسماعیل بن عیاش ہے جسے امام ذہبیؒ نے "ضعفاء" میں شمار کیا ہے اور امام ابن الجوزیؒ نے بھی اسے "ضعیف" بتایا ہے[۲] ابن عیاش کے متعلق مشہور ہے کہ ایسی روایات جو وہ غیر شامیوں سے روایت کرتا ہے ان میں (یقیناً) ضعف پایا جاتا ہے[۳] اور چونکہ زیر نظر روایت میں بھی وہ ایک غیر شامی (یونس بن یزید جو اہل مصر میں سے تھے) سے روایت کرتا ہے اس لیے اس میں بھی ضعف ہے۔ اسماعیل بن عیاش کے علاوہ اس طریقِ اسناد میں ایسے اور کئی رواۃ موجود ہیں جو محدثین کے نزدیک مجروح قرار پائے ہیں۔

"زہری عن انسؓ" کی دوسری روایت میں عبید بن محمد الفریابی راوی "مجہول" ہے۔ اس کی "جہالت" کی طرف علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے ابتداءً سند نقل کرتے ہوئے خود اشارہ فرمایا ہے[۴] پس اس طریق کو صحیح وسالم تصور کرنا محض واہمہ ہے۔

صاحب "التعقبات علی الموضوعات" کا یہ قول کہ: "اس روایت کے طرقِ اسناد بہت ہیں..." تو اس سے مراد محض روایت کا نصف ثانی ہے جیسا کہ کتبِ احادیث کے مطالعہ اور خود صاحب "التعقبات" کے کلام سے ظاہر ہے۔ یہاں البتہ علامہ مناویؒ اس غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں کہ اس سے مراد پوری روایت ہے چنانچہ اپنی شرح میں ابن حبانؒ کے اس روایت کے "ابطال" اور امام ابن الجوزیؒ کے "موضوع" ہونے کے احکام نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"اب ہم علامہ مزیؒ کا قول پیش کرتے ہیں: اس روایت کے کئی طرق ہیں جن کا مجموعہ درجۂ حسن

---

[۱] العلل المتناہیۃ فی الاحادیث الواہیۃ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۳ طبع لاہور۔ [۲] العلل المتناہیۃ فی الاحادیث الواہیۃ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۳۔ [۳] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للشیخ محمد ناصر الدین الالبانی ج ۱ ص ۴۴ وج ۲ ص ۱۰۲، ۱۳۱، ۲۶۱
[۴] اللآلی للسیوطی۔

تک پہنچتا ہے اور علامہ ذہبیؒ کا قول "تلخیص الواہیات" میں اس طرح درج ہے کہ: متعدد واہیات طرق سے یہ روایت وارد ہوئی ہے لیکن اس کے بعض طرق صالح ہیں۔"

علامہ محمد ناصر الدین الالبانی علامہ مناویؒ، علامہ مزیؒ اور علامہ ذہبیؒ کے مندرجہ بالا اقوال کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: "حق بات یہ ہے کہ علامہ مناویؒ کا یہ محض وہم وگمان ہے کیونکہ علامہ مزیؒ کی مراد روایت کے فقط نصف ثانی سے ہے جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ کے سابقہ کلام سے ظاہر ہے اور اسی روایت کے نصف ثانی کو علامہ ذہبیؒ نے "تلخیص الواہیات" میں بھی مراد لیا ہے (جس کا علامہ مناویؒ نے اوپر حوالہ نقل کیا ہے) جس کی صحت میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے[1]۔"

علامہ محمد ناصر الدین الالبانی مزید یہ فرماتے ہیں کہ: "روایت زیر نظر کے نصف اول کے متعلق ابن حبان اور ابن الجوزیؒ نے جو حکم لگایا وہ برحق ہے کیونکہ ایسا کوئی صالح طریق اسناد موجود نہیں ہے جو اس کی صحت کو تقویت دے سکتا ہو لیکن روایت کے نصف ثانی کا بقول علامہ مزیؒ درجۂ حسن تک پہنچنے کا احتمال ہے کیونکہ حضرت انسؓ سے مروی اس کے بہت سے طرق وارد ہوئے ہیں" جن میں سے آں محترم کو صرف آٹھ طرق مل سکے ہیں۔ حضرت انسؓ کے علاوہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت جن میں ابن عمرؓ وابو سعیدؓ وابن عباسؓ وابن مسعودؓ وعلیؓ ہیں، نے بھی اس نصف ثانی کو روایت کیا ہے۔ علامہ محترم کو بقیہ طرقِ اسناد کی تلاش ہے تاکہ ان پر تحقیق کر کے صحت یا تحسین یا تضعیف کا حکم لگا سکیں[2]۔

اوپر علامہ محمد ناصر الدین الالبانی نے علامہ مناویؒ، علامہ مزی اور علامہ ذہبی کے اقوال پر اعتماد کرتے ہوئے اس نصف ثانی روایت کے بعض طرق کے صالح ہونے یا اُن کے مجموعہ کا درجۂ حسن تک پہنچنے کی تائید یا کم از کم اُن کے درجۂ حسن تک پہنچنے کے احتمال کا جو اظہار فرمایا ہے وہ قطعاً حقیقت وانصاف کے منافی ہے جس کا تفصیلی جائزہ انشاء اللہ ذیل میں پیش کیا جائے گا۔ وباللہ التوفیق۔

حضرت انسؓ سے اس روایت (نصف ثانی) کے سولہ[۱۶] طرق وارد ہوئے ہیں جو اس طرح ہیں:

طریق اوّل: انا علی بن عبید اللہ ومحمد بن عبد الباقی قالا خبرنا الصریفینی .... قال نا رواد بن الجراح عن عبد القدوس عن حماد عن ابراہیم قال: لم أسمع من انس الاحدیثا عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم"۔ (ذکرہ ابن عبد البر والبیہقی والسخاوی وابن الجوزیؒ[3])

یہ حدیث قابل اعتماد نہیں ہے کیونکہ اس طریق اسناد میں ایک راوی عبد القدوس ابن حبیب دمشقی ہے جو

---

[1] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ لناصر الدین الالبانی ج ۱ ص ۱۷۱ [2] ایضاً [3] جامع بیان العلم لابن عبد البرؒ ج ۱ ص ۸، البیہقیؒ، والمقاصد الحسنۃ للسخاویؒ ص ۲۷۶ والعلل المتناہیۃ فی الاحادیث الواہیۃ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۵۷-۵۸

کذاب ہے۔ جلال الدین سیوطیؒ نے عبدالقدوس کو "متروک" قرار دیا ہے، ابن حبانؒ نے تصریح کی ہے کہ "انہ کان یضع الحدیث" یعنی وہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا، عبدالرزاق" کا قول ہے کہ "میں نے ابن مبارکؒ کو عبدالقدوس کے علاوہ کسی اور کو "کذاب" کہتے نہیں سنا"[1] اس طریق میں عبدالقدوس راوی کا تابع ابراہیم بن سلام بھی بزارؒ کے نزدیک "مجہول" ہے[2]۔

طریق دوم: اناعبداللہ بن محمد الخطیبی — حین قدم علینا — قال ناعبدالرزاق بن عمر بن شمہ ...... قال حدثنا عثمان بن عبدالرحمٰن الزہری قال ناحماد بن ابی سلیمان عن شقیق عن ابن مسعود قال المقری: ونامحمد بن نصیر قال انا اسماعیل بن عمرو البجلی قال ناحفص بن سلیمان عن کثیر بن شنظیر عن ابن سیرین عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب العلم ...... الخ ..... (ذکرہ ابن عبدالبرؒ والسہمیؒ والذہبیؒ وابن الجوزیؒ)[3]

یہ طریقِ اسناد بھی نہایت کمزور ہے کیونکہ اس طریق کے بعض رواۃ کے متعلق امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں: "راوی عثمان بن عبدالرحمٰن الزہری کے متعلق یحییٰ کا قول ہے: "کان یکذب" اور ابن حبانؒ کا قول ہے: "کان یروی عن الثقات الموضوعات" یعنی ثقہ راویوں سے گھڑی ہوئی حدیثیں روایت کرتا ہے۔ حفص بن سلیمان کے متعلق امام احمد کا قول ہے: 'وہ متروک الحدیث ہے'۔ اس طریق کا ایک اور راوی اسماعیل بن عمرو البجلی ہے جو 'ضعیف' ہے[4]۔ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے کثیر بن شنظیر کے متعلق "صدوق یخطی" کا قول اختیار کیا ہے[5] لیکن حق یہ ہے کہ امام ابن الجوزیؒ کی رائے زیادہ قوی اور راجح ہے۔

طریق سوم: اناعلی بن عبداللہ ..... ناحجاج بن نصر قال ناالمثنی بن دینار الجہضمی عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب العلم ....." الخ (ذکرہ ابن الجوزیؒ)[6]

یہ روایت بھی قوی الاسناد نہیں ہے کیونکہ امام ابن الجوزی اس طریق کے ایک راوی مثنی بن دینار کے متعلق امام عقیلی کا قول نقل کرتے ہیں کہ: "فی حدیثہ نظر"[7]

طریق چہارم: ...... ناعبید بن محمد الفریابی عن سفیان بن عیینۃ عن الزہری عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب العلم ..... الخ" (ذکرہ ابن عبدالبرؒ)[8]

---

[1] کذا فی سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ لناصرالدین الالبانی ج ۱ ص ۳۰۶ [2] میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۱ ص ۳۶
[3] جامع بیان العلم لابن عبدالبرؒ ج ۱ ص ۹ و تاریخ جرجان للسہمیؒ ص ۲۷۵ والذہبی ج ۳ ص ۶۰ والعلل المتناہیہ لابن الجوزی ج ۱ ص ۵۹۔
[4] ایضاً ج ۱ ص ۶۲ [5] تقریب التہذیب لابن حجر عسقلانیؒ: ترجمہ کثیر بن شنظیر [6] العلل المتناہیہ لابن الجوزی ج ۱ ص ۵۵
[7] العلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۴ و میزان الاعتدال للذہبی ج ۳ ص ۴۳۵۔ [8] جامع بیان العلم لابن عبدالبرؒ ج ۱ ص ۹

اس طریق میں عبید بن محمد الفریابی راوی "مجہول" ہے اس راوی کی "جہالت" کے متعلق علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے پوری سند نقل کرتے ہوئے ابتداءً خود اشارہ فرمایا ہے[1]

طریق پنجم: اخبرنا محمد بن عبد الملک بن خیرون..... قال نا الحسن بن عرفة قال نا عبد اللہ بن خراش عن العوام بن حوشب عن ابراھیم التیمی عن انس بن مالک قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب العلم...." الخ (ذکرہ ابن الجوزیؒ)[2]

یہ روایت بھی صحیح ثابت نہیں ہے کیونکہ اس طریق کا ایک راوی عبد اللہ بن خراش ہے۔ جسے ابن حبان نے "ضعیف" کہا ہے[3] امام ابن الجوزی عبد اللہ بن خراش کے متعلق ابوزرعہؒ کا قول نقل فرماتے ہیں "لیس بشیء"[4] اس طریقِ روایت میں ایک راوی ابراہیم التیمی بھی ہے جس کے متعلق اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ وہ عند البزار "مجہول" ہے[5]

طریق ششم: انا ابو منصور القزاز ..... حدثنا میمون بن زید ابو ابراھیم قال نا زیاد بن میمون عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم" (ذکرہ الخطیبؒ وابن عبد البرؒ وابو نعیمؒ عن طریق زیاد واوردہ الذہبیؒ والابن الجوزیؒ)[6]

یہ طریق بھی مجروح راوی سے پاک نہیں ہے۔ چنانچہ زیاد بن میمون کے بارے میں کہا گیا ہے: "وکان یکذب عن انس"[7] اور زیاد بن میمون کے متعلق امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں: "یزید بن ہارونؒ کا قول ہے: "کان کذابا" اور یحییٰؒ کا قول ہے: "لا یساوی قلیلا ولا کثیرا"[8]

طریق ہفتم: .... قال المقریء: ونا ابو عمران الخولانی قال نا اسماعیل بن عیاش عن یونس بن یزید الایلی عن الزہری عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب العلم... الخ (ذکرہ ابن عبد البر والابن الجوزیؒ)[9]

اس روایت کے غیر صحیح ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ اس کا ایک راوی اسماعیل بن عیاش ہے جس کے ضعف کا تفصیلی ذکر آ چکا ہے۔

طریق ہشتم: اخبرنا القزاز قال اخبرنا ......قال نا عمران بن عبد اللہ

---

[1] اللآلی للسیوطیؒ [2] العلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۵۸ [3] کتاب المجروحین لابن حبانؒ ج ۱ ص ۲۸۳ [4] العلل المتناہیہ لابن الجوزی ج ۱ ص ۶۲ [5] میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۱ ص ۳۶ [6] جامع بیان العلم لابن عبد البرؒ ج ۱ ص ۸ واخبار الاصبہان لابی نعیم الاصبہانی ج ۲ ص ۵۲ ومیزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۲ ص ۹۵ وذکرہ الخطیبؒ ج ۲ ص ۱۵۶ والعلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۰ [7] سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۵۸ [8] العلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۵ [9] جامع بیان العلم لابن عبد البرؒ ج ۱ ص ۹ والعلل المتناہیۃ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۵۹

میسرۃ بن عبداللہ عن موسیٰ بن جابان عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "طلب العلم ... الخ" (ذکرہ الخطیب و ابن الجوزی[1])

اس طریق میں راوی میسرۃ بن عبداللہ غالباً میسرۃ بن عبدربہ ہے جس نے موسیٰ بن جابان سے روایت کی ہے، جیسا کہ خطیب بغدادیؒ نے صراحت کی ہے[2]۔ علامہ ذہبیؒ کا قول ہے کہ میسرۃ بن عبدربہ "مشہور کذاب ہے"[3]۔ خطیب بغدادیؒ کے نزدیک میسرہ بن عبدربہ "متروک" ہے[4]۔ علامہ محمد ناصر الدین الالبانی فرماتے ہیں: "ھو متہم لا بورث فیہ"[5]۔ اس طریق کے دوسرے راوی عمران بن عبداللہ کے متعلق امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ "عمران کو ضعیف بتایا گیا ہے"[6]۔ پس واضح ہوا کہ یہ روایت بھی ناقابلِ اعتماد ہے۔

طریق نہم: نا ابوسعید الزوزنی ..... قال نا یحییٰ بن حسان عن سلیمان بن قوم عن ثابت البنانی عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب العلم ... الخ" (ذکرہ ابن عبدالبرؒ و ابن الجوزیؒ[7])

یہ روایت بھی صحیح ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس طریق میں ایک راوی سلیمان بن قرم ہے جس کے متعلق یحییٰ کا قول ہے: "لیس بشیء"۔ امام ابن الجوزیؒ نے بھی یحییٰ کے اس قول کو اختیار کیا ہے[8]۔

طریق دھم: انا ھبۃ اللہ بن احمد الحریری ..... قال نا احمد بن عبداللہ بن ابی الحناجر قال نا موسیٰ بن داؤد قال نا حماد بن سلمۃ عن قتادۃ عن انس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب العلم ... الخ" (ذکرہ ابن الجوزیؒ[9])

یہ طریق اسناد بھی صالح و سالم نہیں ہے اگرچہ اس طریق کو ذکر کرنے کے بعد علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں کہ اس کے رجال ثقہ ہیں[10] لیکن امام ابن الجوزیؒ اس طریق کے ایک راوی موسیٰ بن داؤد کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ "مجہول" ہے[11]۔

طریق یازدھم[12] اس لیے مستند نہیں ہے کہ اس کے ایک راوی احمد بن الصلت حدیث گھڑتے تھے اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کا حضرت انس بن مالکؓ سے سماع ثابت نہیں ہے[13]۔

طریق دوازدھم: انا اسمٰعیل بن احمد ..... قال نا محمد بن سلیمان بن ابی داؤد قال نا معان بن رفاعۃ قال نا عبدالوہاب بن بخت عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب العلم ... الخ" (ذکرہ ابن الجوزیؒ[14])

---

[1] تاریخ الخطیبؒ ج ۶ ص ۳۸۶ والعلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۰-۶۱۔
[2] تاریخ بغداد للخطیبؒ ج ۱۳ ص ۲۲۲ [3] سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ للالبانی ج ۱ ص ۲۵۶ [4] تاریخ بغداد للخطیبؒ ج ۱۳ ص ۲۲۲ [5] سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ للالبانی ج ۲ ص ۹ [6] العلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۵
[7] جامع بیان العلم لابن عبدالبرؒ ج ۱ ص ۷ والعلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۵۹ [8] العلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۲ [9] ایضاً ج ۱ ص ۵۸ [10] المقاصد الحسنہ للسخاویؒ ص ۲۷۵ [11] العلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۳ [12] العلل المتناہیہ لابن الجوزی ج ۱ ص ۶۰ [13] تبییض الصحیفہ للسیوطی ص ۵ [14] العلل المتناہیہ ج ۱ ص ۶۱

یہ روایت بھی ناقابل اعتبار ہے کیونکہ اس طریق کے ایک راوی معان ابن رفاعہ کو یحییٰؒ نے "ضعیف" بتایا ہے اور ابن حبانؒ کا قول ہے کہ وہ چھوڑ دیئے جانے کا مستحق ہے۔ اس طریق کا ایک اور راوی محمد بن سلیمان ہے جس کے متعلق امام ابوحاتم رازیؒ فرماتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث ہے۔ لیکن محمد بن سلیمان کو ابوعوانہؒ اور مسلمہؒ نے "صدوق" کہہ کر اس کی توثیق کی ہے۔ امام نسائیؒ بھی فرماتے ہیں: "لا باس بہ" یعنی اس میں کوئی حرج نہیں ہے[1] لیکن امام ابن الجوزیؒ نے معان ابن رفاعہ کے متعلق یحییٰؒ اور ابن حبانؒ کے اقوال اور محمد بن سلیمان کے متعلق ابوحاتم رازیؒ کے قول کو اختیار کیا ہے[2]۔

طریق سیزدھم: انبانا اسمعیل ..... قال نا سلیمان بن سلمۃ ھو الخبائری قال حدثنا بقیۃ قال نا الاوزاعی عن اسحاق بن عبد اللہ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب العلم ..... الخ" (ذکرہ ابن الجوزیؒ)[3]

یہ روایت بھی بھروسہ کے قابل نہیں ہے کیونکہ اس طریق کے ایک راوی سلیمان بن سلمۃ الخبائری کے متعلق ہیثمی نے لکھا ہے: "انہ متروک"[4] ابن جنید کا قول ہے: "کان یکذب"[5] ابن حبانؒ نے اس راوی کا ذکر "ضعفاء" میں کیا ہے اور خطیب بغدادیؒ کا قول ہے: "والخبائری مشہور بالضعف"[6] اور امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ خبائری کے متعلق امام رازی کا یہ قول ہے کہ وہ "متروک الحدیث" ہے[7]۔

طریق چہاردھم: اخبرنا اسماعیل بن احمد ..... قال نا حسان بن سیاہ قال نا ثابت عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب العلم ..... الخ" (ذکرہ ابن عبد البرؒ والابن الجوزیؒ)[8]

یہ طریق بھی ضعف سے پاک نہیں ہے چنانچہ امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ: "اس میں حسان بن سیاہ راوی ہے جس کی "تضعیف" امام دارقطنیؒ نے فرمائی ہے"[9]

طریق پانزدھم: انبانا اسماعیل بن احمد ..... قال نا عمر بن سنان قال نا عبد الوھاب بن الضحاک قال نا ابن عیاش عن ابی سہل عن مسلم الملائیؒ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانیؒ ج ۹ ص ۲۰۰ طبع حیدرآباد دکن ۱۳۲۵ھ [2] العلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۵ [3] ایضاً ج ۱ ص ۶۲ [4] مجمع الزواید للہیثمی ج ۸ ص ۱۸۳ وج ۱ ص ۱۲۰ [5] سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ لناصر الدین الالبانی ج ۲ ص ۵۵ [6] ایضاً ج ۲ ص ۵۹ [7] العلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۱ [8] جامع بیان العلم لابن عبد البرؒ ج ۱ ص ۷ والعلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۵۹ [9] العلل المتناھیۃ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۵

طلب العلم..... الخ" (ذکرہ ابن الجوزیؒ)[۱]

یہ روایت بھی محدثین کے نزدیک ناقابل اعتماد ہے کیونکہ اس سلسلہ کے راوی مسلم الملائی کے متعلق فلاسؒ کا قول ہے: "منکر الحدیث جداً" یعنی بہت زیادہ منکر الحدیث ہے، اور یحییٰ کا قول ہے: "لاشئ" اس طریق کا ایک دوسرا راوی ابوسہل، جس کا نام بقول علامہ ابن الجوزیؒ حسام بن مصک ہے[۲]۔ کے متعلق یحییٰ کا قول ہے: "لیس حدیثه بشئ" یعنی اس کی حدیث کی کوئی حیثیت نہیں ہے"۔ اس طریق کا تیسرا راوی عبدالوہاب بن الضحاک ہے جس کے متعلق ابوحاتم رازیؒ فرماتے ہیں: "کان یکذب" اس طریق کا ایک چوتھا راوی ابن عیاش بھی مجروح ہے جس کی تفصیل مضمون کی ابتدا میں گزر چکی ہے۔

اس روایت کے مندرجہ بالا مجروح رواۃ کی تضعیف میں ائمہ جرح وتعدیل کے مذکورہ اقوال سے امام ابن الجوزیؒ نے بھی اتفاق کیا ہے[۳]۔

طریق شانزدھم: اخبرنا عبدالوھاب بن المبارك..... قال نا الحسن بن مکرم قال نا ابو النضر قال نا مسلم بن سعید الثقفی قالا نا نافع قال نا ابو عمار عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب العلم..." (ذکرہ ابن الجوزیؒ)[۴]

یہ روایت بھی اعتماد کے قابل نہیں ہے کیونکہ ابن عدیؒ نے اس کے راوی سلیمان بن کران پر شدید قدح وجرح فرمائی ہے اور ابوحاتم رازیؒ نے اس کی "تضعیف" کی ہے۔ اس طریق کا ایک راوی مسلم بن سعید الثقفی ہے جس کا ترجمہ تلاش کے باوجود نہیں مل سکا ہے۔ ایک اور راوی ابوالنضر، جس کا نام ہاشم بن قاسم ہے جس سے حسن بن مکرم نے روایت کی ہے، خطیب کے نزدیک "ثقہ" ہے[۵]۔ لیکن امام ابن الجوزی سلیمان بن کران پر ابن عدی وابوحاتم رازیؒ کی جرح سے اتفاق کرتے ہوئے ابوالنضر کو "مجہول" بتاتے ہیں[۶]۔

اب اس باب کی باقی ماندہ روایات کے تمام طرق اسناد اور اُن کے جملہ رواۃ کا محدثین وائمہ جرح وتعدیل کے نزدیک مرتبہ ومقام کا جائزہ بھی پیش ہے جو حضرات علی ابن ابی طالب، ابن مسعودؓ، ابن عباس، ابوسعید الخدری جابر اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث تین سلسلوں سے مروی ہے۔ اس کے ایک سلسلہ میں عبدالعزیز نام کا راوی ہے جس کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی کا قول ہے کہ وہ "متروک" ہے کیونکہ "اس نے اپنی تمام کتب جلا ڈالی تھیں اور اپنی یادداشت کے مطابق حدیثیں بیان کیا کرتا تھا لہٰذا شدید غلطیوں کا مرتکب ہوتا تھا"۔

---

[۱] ایضاً ج ۱ ص ۶۱-۶۲ [۲] ایضاً ج ۱ ص ۶۲ [۳] ایضاً ج ۱ ص ۶۵ [۴] ایضاً ج ۱ ص ۶۱
[۵] تاریخ بغداد للخطیبؒ ج ۱۴ ص ۶۳ [۶] العلل المتناھیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۵۔

علامہ ہیثمیؒ نے بھی اسے "متروک" کہا ہے[1]۔ ابن معین کا قول ہے: "لیس بثقۃ" حافظ عراقی کا قول ہے کہ "عبدالعزیز متروک" ہے جیسا کہ اس کی تضعیف میں امام نسائی وغیرہ سے منقول ہے اور امام بخاریؒ کا قول ہے: "لایکتب حدیثہ"[2] علامہ ذہبی نے اسے "غیر ثقہ" بتایا ہے[3]۔ امام دارقطنی کا قول ہے کہ وہ متروک ہے ابن حبان کا قول ہے "عبدالعزیز مشہور راویوں سے غلط حدیثیں روایت کرتا ہے۔ اسے امام ابن جوزی نے موضوعات میں بیان کیا ہے[4] اس سلسلہ کا دوسرا مجروح راوی خوارزمی ہے جس کے متعلق امام دارقطنی کا قول ہے کہ وہ "متروک" ہے[5]۔ طبرانی کا قول ہے کہ یہ حدیث حسین بن علی سے کسی نے روایت نہیں کی مگر اس اسناد کے ساتھ کہ جس میں سلیمان کا تفرد ہے[6]۔ امام ابن الجوزیؒ نے بھی خوارزمی کی تضعیف میں امام دارقطنی کا قول بیان کیا ہے[7]۔

یہ روایت ایک دوسرے سلسلہ سے آئی ہے لیکن وہ بھی کھرا نہیں ہے کیونکہ اس کا ایک راوی عیسیٰ بن عبداللہ تمام آفت کی بنیاد ہے، اس کے دادا کا نام محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب ہے۔ ابن حبانؒ کا قول ہے یعنی اپنے والد اور آباد سے 'عن' کے ساتھ موضوع چیزیں روایت کرتا ہے[8] امام دارقطنی کا قول ہے: کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ علامہ ذہبیؒ نے اس کی ان احادیث کو جمع کیا ہے جو موضوع ہیں[9]۔ امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن عبداللہ "ضعیف" ہے۔ اس کے ایک دوسرے راوی عباد بن یعقوب کے متعلق ابن حبانؒ کا قول ہے: "یروی المناکیر عن المشاھیر فاستحق الترک" یعنی مشاہیر سے منسوب کر کے مناکیر روایت کرتا ہے پس ترک کیے جانے کا مستحق ہے۔

حضرت علیؓ سے یہ روایت ایک تیسری سند سے بھی آئی ہے۔ یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ "اس سلسلہ میں سمرقندی راوی ہے جو "مناکیر بیان کرتا ہے" اور محمد ابن ایوب اور جعفر بن محمد دو ایسے راوی ہیں جن میں "غایت درجہ ضعف" ہے[10]۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی حدیث کا صرف ایک طریق ہے۔ لیکن وہ ناقابل اعتماد ہے کیونکہ اس طریق میں ایک راوی عثمان بن عبدالرحمٰن القرشی "ضعیف" ہے۔ امام ابن الجوزیؒ کا قول ہے کہ عثمان حجت نہیں ہے[11]۔ حافظ ابن حجرؒ نے عثمان کے ترجمہ میں درج کیا ہے: "عثمان صدوق ہے لیکن اکثر روایتیں ضعفاء اور مجہول راویوں سے روایت کرتا ہے[12]۔ ابن معینؒ کا قول ہے: "یکذب" ابن حبانؒ کا قول ہے کہ وہ قابل اعتماد افراد سے موضوع چیزیں روایت کرتا ہے پس اس سے استدلال جائز نہیں ہے[13]۔ ابن مدینی نے بھی اس کی بہت

۱؎ مجمع الزواید للہیثمی ج ۱ ص ۵۲-۵۳ ۲؎ المحجۃ للحافظ العراقیؒ ج ۱ ص ۵۶ ۳؎ میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۲ ط ۶۲
۴؎ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۱۹۴ ۵؎ العلل المتناہیۃ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۲
۶؎ المعجم الصغیر للطبرانیؒ ج ۱ ص ۹۲ واخرجہ الخطیب البغدادیؒ ج ۵ ص ۲۰۴ ۷؎ العلل المتناہیۃ لابن الجوزی ج ۱ ص ۶۲
۸؎ ابن حبان ج ۲ ص ۱۱۹ ۹؎ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۲ ص ۱۲۹ ۱۰؎ العلل المتناہیۃ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۲ ۱۱؎ موضوعات لابن الجوزیؒ ج ۲ ص ۲۳۲ والعلل المتناہیۃ لابن الجوزی ج ۱ ص ۶۳ ۱۲؎ تقریب التہذیب للحافظ: ترجمہ عثمان بن عبدالرحمٰن۔ ۱۳؎ مجروحین لابن حبانؒ ج ۲ ص ۹۸-۹۹۔

"تضعیف" کی ہے۔ ابن عدیؒ کا قول ہے: کہ وہ منکر ہے اور ثقات میں سے کوئی اس کی اتباع نہیں کرتا۔ امام بخاریؒ کا قول ہے: "سکتوا عنہ" عبدالحق نے درج کیا ہے کہ وہ "متروک" ہے[1] ہیثمیؒ نے بھی اسے "متروک" درج کیا ہے[2]۔ علامہ ذہبیؒ بیان کرتے ہیں کہ "عثمان بن عبدالرحمٰن القرشی، جو حماد بن ابی سلیمان سے روایت کرتا ہے، کے متعلق امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ وہ "مجہول" ہے اور حماد کی حدیث قبول نہیں کی جاتی مگر وہ جسے اس سے قدماء (مثلاً شعبہؒ وسفیان ثوریؒ اور دستوائیؒ وغیرہ) نے روایت کی ہو۔ عثمان بن عبدالرحمٰن پر امام نسائیؒ وامام دارقطنیؒ نے "متروک" ہونے کا حکم لگایا ہے اور امام بخاریؒ سے بھی اس کا "ترک" کرنا منقول ہے[3]۔ امام ابن الجوزیؒ اس کے ایک اور راوی ہزیل کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ "وہ غیر معروف ہے اور اس سے کوئی دوسرا روایت نہیں کرتا"[4]

حضرت ابن عباسؓ کی حدیث بھی صرف ایک طریق سے وارد ہوئی ہے۔ اس کے ایک راوی عبداللہ بن عبدالعزیز کے متعلق ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ "ضعیف" ہے، امام عقیلی کا قول ہے کہ: "أخطاء فی السند والمتن وقلّب اسم الراوی" یعنی سند ومتن میں بہت خطا کار ہے اور راوی کا نام بدل دیتا ہے۔ ابوحاتم کا قول ہے کہ اس کی احادیث منکر ہوتی ہیں۔ امام عقیلیؒ کا ایک اور قول ہے: "لہ احادیث مناکیر" ابن جنیدؒ کا قول ہے کہ ایک پیسہ کے برابر بھی نہیں ہے اور جھوٹی احادیث بیان کرتا ہے[5]۔ امام ابن الجوزی نے بھی عبداللہ بن عبدالعزیز کے متعلق ابن الجنید کا یہ قول نقل کیا ہے کہ: "لا یساوی فلساً"[6] ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ: "ضعیف جداً" یعنی وہ بہت زیادہ ضعیف ہے[7]۔ اس طریق کے ایک دوسرے راوی عائذ بن ایوب کے متعلق امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ ابن ایوب "مجہول" ہے[8]۔ لیکن حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ: عائذ بن ایوب پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ اس کا تو وجود ہی نہیں ہے" البتہ ایوب بن عائذ رجال التہذیب میں سے ہے[9]۔

حضرت ابوسعید الخدریؓ سے بھی یہ حدیث صرف ایک طریق سے وارد ہوئی ہے اس کا ایک راوی عطیہ العوفی ہے جس کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ وہ صدوق ہے لیکن کثرت کے ساتھ غلطیاں کرتا ہے اور وہ مدلس شیعیہ تھا[10]۔ ائمہ محدثین نے اس کے "ضعف" کی صراحت کی ہے ان کے اقوال حافظ ابن حجر اور علامہ ذہبیؒ نے جمع کیے ہیں[11]۔ علامہ ہیثمی کا قول ہے کہ عطیہ "ضعیف" ہے، علامہ سخاویؒ نے بھی اس کی "تضعیف"

---

[1] احکام الکبریٰ للشیخ عبدالحقؒ ج ۲ ق ۱۳۵ [2] مجمع الزوائد للہیثمیؒ ج ۲ ص ۲۶۹ [3] میزان الاعتدال للذہبی ج ۳ ص ۴۳ [4] العلل المتناہیۃ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۳ [5] اللسان المیزان للحافظ ابن حجرؒ ج ۳ ص ۳۱ [6] العلل المتناہیہ لابن الجوزی ج ۱ ص ۶۴ [7] مجمع الزوائد للہیثمیؒ ج ۱ ص ۱۲ [8] العلل المتناہیہ لابن الجوزی ج ۱ ص ۶۴ [9] لسان المیزان لابن حجرؒ ج ۳ ص ۲۲۵-۲۲۶ [10] تقریب التہذیب للحافظ ابن حجرؒ: ترجمہ عطیہ العوفی [11] تہذیب التہذیب للحافظ ابن حجرؒ ومیزان الاعتدال للذہبیؒ: تراجم عطیۃ العوفی۔

کی ہے۔ امام ذہبیؒ کا قول ہے: "عطیہ واہٍ"[1] امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ عطیہ کی "تضعیف" ابن عدیؒ، رازیؒ اور دار قطنیؒ نے کی ہے اور ابن حبانؒ کا قول ہے: "لا یحل کتب حدیثہ الا علی التعجب" یعنی اس کی حدیث لکھنا جائز نہیں ہے مگر صرف تعجب کے لیے[2]

اگرچہ عطیہ العوفی کی بعض احادیث کی تحسین امام ترمذی نے کی ہے لیکن حق یہ ہے کہ امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ کی کسی حدیث کے بارے میں تصحیح یا تحسین کرنا حجت نہیں ہے کیونکہ اس سلسلے میں آں رحمہ اللہ کچھ متساہل واقع ہوئے ہیں چنانچہ امام ذہبیؒ کا ایک مشہور قول ہے کہ علماء امام ترمذی کی تصحیح پر اعتماد نہیں کرتے۔[3]

اس طریق اسناد میں ایک دوسرا مجروح راوی اسماعیل بن عمرو ہے جو امام دار قطنیؒ، رازیؒ، ابن عدی اور ابن الجوزیؒ کے نزدیک "ضعیف" ہے۔[4]

حضرت جابرؓ کی حدیث بھی صرف ایک طریق سے وارد ہوئی ہے[5] یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ "اس طریق میں محمد بن عبدالملک ہے جس کا ذکر ہم اس سے پہلے کر چکے ہیں اور عباس بن ولید راوی "مطعون" ہے۔"[6]

حضرت ابن عمرؓ سے جو حدیث بیان کی جاتی ہے وہ چار طرق سے وارد ہوئی ہے اس کے ایک طریق میں ابوالبختری ہے جس کا نام وہب ابن وہب المدنی القاضی ہے۔ اس کے متعلق ابن معینؒ کا قول ہے کہ وہ اللہ کا دشمن جھوٹ بولتا تھا۔ امام احمد کا قول ہے کہ وہ جھوٹی حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ امام ابن الجوزیؒ نے مقدمہ 'موضوعات' میں" اس کا شمار بڑے واضعین حدیث میں کیا ہے[7] اس طریق کا دوسرا راوی محمد ابن ابی حمید ہے جس کے متعلق امام ابن الجوزیؒ یحییٰ کا قول نقل کرتے ہیں: "لیس بشیءٍ" اور ابن حبانؒ کا قول ہے کہ وہ حجت نہیں ہے[8] محمد ابن ابی حمید کو ذہبیؒ نے بھی 'ضعیف' بتایا ہے۔ امام بخاریؒ نے اس پر 'منکر الحدیث' ہونے کا حکم لگایا ہے۔ امام نسائیؒ کا قول ہے کہ ثقہ نہیں ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا قول ہے: اس کی حدیث سے کوئی استشہاد نہیں کرتا ہے[9]۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کا قول ہے کہ محمد بن ابی حمید "متروک" ہے۔ ایک اور مقام پر کہا ہے کہ وہ "ضعیف الحدیث" اور "سیئ الحفظ" ہے[10]۔ امام عقیلیؒ نے اسے "ضعفاء" میں شمار کیا ہے[11]

اس کا دوسرا طریقِ اسناد بھی قوی نہیں ہے کیونکہ اس میں ایک راوی لیث بن ابو سلیم ہے جو "ضعیف"

---

[1] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۲ ص ۱۵ [2] العلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۵-۶۶
[3] مقالات الکوثری ص ۳۱۱ [4] العلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۵-۶۶ [5] ایضاً ج ۱ ص ۵۷
[6] ایضاً ج ۱ ص ۶۴ [7] کتاب الموضوعات لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۴۷ [8] العلل المتناہیہ لابن الجوزی ج ۱ ص ۶۳ [9] تدریب الراوی [10] المطالب العالیہ [11] الضعفاء للعقیلیؒ ج ۷ ص ۲۴۔

ہے۔حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس کے ترجمہ میں درج کیا ہے: "صدوق اختلط اخیراً ولم یتمیز فترک" یعنی صدوق ہے، آخر عمر میں اختلاط کا شکار رہوا اور تمیز نہ کرپاتا تھا پس ترک کردیا گیا[۱] علامہ ہیثمیؒ نے بھی اس کے "ضعف" کی یہی علت بیان کی ہے[۲] حافظ عراقیؒ کا یہ قول ہے: اسنادہ لین یعنی اس کی سند نرم ہے[۳]۔ ابن ابی حاتمؒ کا قول ہے کہ "عیسی بن یونس روایت کرتے ہیں: "میں نے اسے دیکھا ہے وہ اختلاط کا شکار تھا[۴]۔ امام ابن الجوزیؒ نے بھی کتاب "الموضوعات" میں اس کے "ضعف" کو بیان کیا ہے[۵]۔ ابن عدیؒ کا قول ہے، "وتفرد به موسی عن لیث" یعنی موسیٰ کا لیث سے روایت میں تفرد ہے۔لیث کو امام احمد وغیرہ نے ترک کیا ہے اگرچہ ابن معینؒ نے اس کے متعلق "لابأس به" کہا ہے[۶]۔ لیکن اس کے ضعف کے لیے اس کا اختلاط کرنا ہی کافی ہے۔ابن حبان نے بھی اسے "ضعیف" شمار کیا ہے[۷]۔ ابن عدیؒ کا ایک اور قول ہے کہ عموماً اس کی حدیث غیر محفوظ ہوتی ہے۔امام دارقطنیؒ کا قول ہے: "غایة فی الضعف" یعنی حد درجہ ضعف ہے۔ابن خراشؒ کا قول ہے: "هو متروك يضع الحديث" یعنی وہ متروک ہے اور حدیث گھڑا کرتا ہے۔علامہ جلال الدین سیوطیؒ[۸] اور علامہ ابن عراق[۹] نے بھی اس کی "تضعیف" سے اتفاق کیا ہے۔امام ابن الجوزیؒ کا قول ہے کہ: لیث بن ابی سلیم کے متعلق ابو زرعہؓ کا قول ہے: "لا اشتغل به" اور ابن حبانؒ کا قول ہے: آخر عمر میں وہ اختلاط کا شکار ہوگیا تھا، اسانید از خود گھڑ لیا کرتا تھا اور مراسیل کو مرفوع کردیتا تھا۔اس کو ابن مہدی ویحییٰ واحمدؒ نے ترک کیا ہے[۱۰]۔ علامہ محمد ناصر الدین البانی نے بھی ابن حبان کے اس قول کو نقل کیا ہے[۱۱]۔

لیث بن ابو سلیم کے علاوہ اس طریق میں روح بن عبدالواحد بھی ہے جس سے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد امام عقیلیؒ فرماتے ہیں: "لایتابع علیه" یعنی کوئی اس کا معاون نہیں ہے اور ابو حاتمؒ کا قول ہے: "لیس بالمتین روی احادیث متناقضة" یعنی وہ قوی نہیں ہے متضاد احادیث روایت کرتا ہے۔ابن حبانؒ نے اس کی توثیق کی ہے۔ ابن عدیؒ نے خلید بن دعلج کے ترجمہ[۱۲] میں اس کی احادیث پر تعقب کیا ہے[۱۳]۔

اس کا تیسرا طریق سند بھی صحیح نہیں ہے امام ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ اس میں محمد بن عبدالملک ہے جس کے متعلق امام احمدؒ کا قول ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے وہ حدیث گھڑا کرتا اور جھوٹ باندھا کرتا تھا۔ابن حبانؒ کا قول ہے۔

۱۔ تقریب التہذیب لابن حجر عسقلانیؒ: ترجمہ لیث بن ابی سلیم ۲۔ مجمع الزوائد للہیثمی ج ۱ ص ۱۳۴ ۳۔ تخریج الاحیاء لابن عراق ج ۱ ص ۱۲۳ ۴۔ ابی حاتم ج ۳-۲ ص ۱۷۸ ۵۔ موضوعات لابن الجوزیؒ ج ۳ ص ۲۵ والعلل المتناہیہ لابن الجوزی ج ۱ ص ۶۳ ۶۔ اللآلی للسیوطیؒ ج ۱ ص ۱۰۱-۱۰۲ ومیزان الاعتدال للذہبی والتہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانیؒ ۷۔ کتاب المجروحین لابن حبانؒ ج ۱ ص ۵۷ وج ۲ ص ۲۳۱ ۸۔ اللآلی للسیوطیؒ ج ۲ ص ۴۵ ۹۔ تخریج الاحیاء لابن عراقؒ ج ۱-۲ ص ۳۹۲ ۱۰۔ العلل المتناہیہ لابن الجوزی ج ۱ ص ۶۳ ۱۱۔ سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة للالبانی ج ۱ ص ۴۳۶-۴۳۷ ۱۲۔ ابن عدی ج ۲ ص ۱۲ ۱۳۔ لسان المیزان لابن حجرؒ ج ۲ ص ۴۶۶

"اس کا ذکر کتابوں میں کرنا جائز نہیں ہے مگر صرف اس پر جرح وقدح کے لیے"[1]

اس روایت کے چوتھے طریق پر بھی بھروسہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس کے ایک راوی احمد بن ابراہیم بن موسیٰ کے متعلق امام ابن الجوزیؒ ابن حبان کا قول نقل فرماتے ہیں: "یروی عن مالك مالم یحدث به قط" یعنی وہ امام مالک سے ایسی حدیثیں روایت کرتا ہے جو انھوں نے بیان نہیں کی ہیں اور فرمایا "کہ اس حدیث کی نہ ابن عمر کی حدیث ہے، نہ نافع کی حدیث سے اور نہ ہی مالک کی حدیث سے کوئی اصل ہے"[2]

اس روایت کے ایک دوسرے راوی مہنا کے متعلق امام دارقطنیؒ کا قول ہے: "میں نے مہنا کا احتساب کیا ہے اس میں وہم پایا جاتا ہے۔ ایک طرف وہ مالک موسیٰ بن ابراہیم المروزی سے روایت کرتا ہے پھر اسی روایت کو بطریق موسیٰ بھی روایت کرتا ہے"۔ خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں: "محمد بن بیان جس نے مہنا سے اور اس نے موسیٰ بن ابراہیم سے روایت کی ہے اس نے اسی طرح مالک سے بھی روایت کی ہے جس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ: لایثبت شیءمن القولین معًا" یعنی ان دونوں اقوال میں سے اس سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا۔"[3]

اختتام پر اس باب کی جملہ احادیث کی تصحیح وتضعیف میں کبار محدثین وعلمائے نقد وجرح ومحققین کے جو مختلف اقوال وآراء ذخیرہ کتب میں ملتی ہیں ان میں سے چند یہاں پیش کی جاتی ہیں:

عراقی کا قول ہے کہ: "قد صح بعض الائمه بعض طرقه" یعنی بعض ائمہ نے اس کے بعض طرق کی تصحیح کی ہے[4]۔ علامہ مزیؒ کا قول ہے: "ان طرقه تبلغ به رتبة الحسن" یعنی اس روایت کے طرق حسن کے رتبہ تک پہنچتے ہیں۔ امام بیہقی کا قول ہے: "متنه مشهور واسناده ضعیف وقد روی من اوجه کلها ضعیف" یعنی اس کا متن مشہور لیکن اس کی اسناد ضعیف ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ کا مشہور قول ہے: "لایثبت عندنا فی هٰذا الباب شیء" یعنی ہمارے نزدیک اس باب میں کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔ ایسا ہی ایک قول ابن راہویہؒ سے بھی منقول ہے۔ ابو علی نیشاپوریؒ کا قول ہے: "انه لم یصح عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فیه اسناد" یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کی کوئی سند صحیح نہیں ہے۔ ابن الصلاح نے بھی اس بارے میں اسی رائے کی اتباع کی ہے۔ علامہ ابوالحسن علی بن محمد عراق الکنانی اور علامہ سخاویؒ نے ان تمام اقوال کو اپنی تصانیف میں ترجیح کے ساتھ نقل کیا ہے[5]

امام ابن الجوزیؒ نے "العلل المتناهیه فی الاحادیث الواهیه" میں اس روایت کے اکثر طرقِ اسناد جمع کرنے کے بعد ان میں سے ہر ایک کو فن اسماء الرجال کی کسوٹی پر پرکھا اور ان تمام روایات کی قلعی کھول کر تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ فجزاہ اللہ۔ اختتام پر آں رحمہ اللہ ان تمام روایات کے متعلق فیصلہ کن انداز میں فرماتے ہیں: "هٰذه الاحادیث کلها لایثبت" یعنی یہ تمام احادیث ثابت نہیں ہیں[6] آں رحمہ اللہ نے اس بارے میں امام احمد بن حنبلؒ کا یہ مشہور قول نقل فرما کر بحث کا خاتمہ فرمایا ہے: "لایثبت عندنا فی هٰذا الباب شیء"[7] جو اپنی جگہ ایک سند اور حتمی فیصلہ کا مقام رکھتا ہے۔

---

[1] ایضاً ج۱ ص۶۳ [2] العلل المتناهیه لابن الجوزی ج۱ ص۶۳ [3] اللسان المیزان للحافظ ابن حجر عسقلانی ج۱ ص۱۳۲ [4] تخریج الاحیاء لابن عراقؒ [5] تنزیة الشریعة المرفوعه عن الاخبار الشنیعة الموضوعه لابن عراق ج۱ ص۲۵۸ طبع مطبعة العاطف ۱۳۷۸ھ والمقاصد الحسنه للسخاویؒ ص۲۷۵۔ [6] العلل المتناهیه فی الاحادیث الواهیه لابن الجوزیؒ ج۱ ص۶۲
[7] ایضاً ج۱ ص۶۶